میواڑ میں عزاداری کی روایت

ڈاکٹر گریش ناتھ ماتھر☆

میواڑ میں ملک کے دوسرے تیوہاروں کی طرح محرم کا تیوہار (غمناک یاد) بھی مسلمان اور بوہرہ قومیں روایتی انداز میں مناتی ہیں۔ یہ ہر سال ماہِ محرم کی دو تاریخ سے دس تاریخ تک، پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ صاحب کے نواسے حضرت امام حسینؑ (۶۲۵ تا ۶۸۰ عیسوی) اور ان کے خاندان کے تین دن تک اپنے ایمان کے لیے بھوکے پیاسے رہ کر شہید ہوجانے کی یاد میں، غم اور ماتم کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ماتمی تیوہار کی شروعات تیمور لنگ کے ۱۳۹۸ء میں ہندوستان پر حملے کے دوران ہوئی۔ تیمور لنگ حضرت امام حسینؑ کا عقیدت مند تھا۔ وہ ہر سال محرم کے مہینے میں کربلا جاکر حضرت امام حسینؑ کی درگاہ کی زیارت کر کے غم منایا کرتا تھا۔ ایک بار تیمور اپنی بیماری کی وجہ سے کربلا نہیں جاسکا۔ اس وقت اس کے ایک بزرگ درباری نے صلاح دی کہ اگر وہ امام حسینؑ کی درگاہ کی شبیہہ بنواکر اس کی زیارت کرے تو اسے کربلا کے سفر جیسا ہی ثواب حاصل ہوگا۔ تیمور کو اس کا مشورہ پسند آیا۔ اس نے کاریگروں سے درگاہ کی ایک شبیہہ تیار کروائی جسے تعزیے کا نام دیا گیا۔ اس وقت سے ہندوستان میں (موجودہ ہندوستان، بنگلا دیش اور پاکستان ہیں) محرم کے موقع پر تعزیے نکال کر حضرت امام حسینؑ کی یاد کو تازہ کیا جاتا ہے۔

محرم کے دوران مسلم (سنّی) محلوں میں رات کو مجلس ہوتی ہے۔ اس میں حضرت امام حسینؑ، ان کے خاندان اور قبیلے والوں کی شہادت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ مرثیے اور قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔ مذہبی رہنما، مولوی حضرات، امام حسینؑ کے علاوہ ان کے متعلقین کی زندگی اور ان کی تعلیم کے بارے میں تقریریں کرتے ہیں جن میں اخلاقی تعلیم پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

شیعہ مسلمان اور بوہرہ قوم کے لوگ مجلس کے دوران رو کر اور سینہ کوبی کر کے سوگ مناتے ہیں۔

☆ اودے پور

عصر کی نماز کے بعد برائے ثواب فقیروں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ جگہ جگہ پر سبیلیں لگائی جاتی ہیں جن میں امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی یاد میں ٹھنڈا پانی، شربت اور دودھ وغیرہ پلایا جاتا ہے۔

میواڑ کی بوہرہ قوم میں محرم منانے کی الگ روایت ہے۔ یہ لوگ ان دنوں میں کالے لباس پہنتے ہیں۔ اگر کسی کو منت مانی ہو تو بچے کو امام حسینؑ کا فقیر بنا کر گھروں سے بھیک منگوائی جاتی ہے۔ بوہرہ قوم محرم کی پہلی تاریخ کو، جو اسلامی نئے سال کا پہلا دن ہوتا ہے، ہنسی خوشی کے ساتھ مناتی ہے۔ اس کے بعد دسویں تاریخ تک سوگ منایا جاتا ہے ان دنوں میں اچھے لباس، زیورات، سیر سپاٹے، فلم، ٹی وی وغیرہ پر روک لگی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ ہنسی مذاق بھی نہیں ہوتا۔ بوہرہ قوم میں بھی باقی مسلمانوں کی طرح مجلس ہوتی ہے۔ اس میں حضرت امام حسینؑ، ان کے خاندان اور قبیلے والوں کی شہادت پر ماتم کیا جاتا ہے۔

بوہرہ قوم میں محرم کے ماتمی دنوں میں دو وعظ منعقد کیے جاتے ہیں۔ ان میں آدم، نوحؑ، عیسیٰ، موسیٰ اور حضرت محمدؐ کے علاوہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا، نیز حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؓ، حضرت امام حسنؑ حضرت امام حسینؑ، اور ان کے بہتر رفیقوں کی شہادتیں پڑھ کر ماتم کیا جاتا ہے۔ بوہرہ قوم میں فاطمی روایت کے سیدناؤں پر بھی ماتم کیا جاتا ہے۔ خاص کر احمد آباد کے داعی سیدنا قطب الدین شہیدا ور گلیا کوٹ کے سیدنا فخرالدین شہید کا ماتم منایا جاتا ہے شام کو جماعت خانے میں کھانے کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

بوہرہ قوم میں محرم کی چھٹی تاریخ کو حضرت محمدؐ، ساتویں تاریخ کو ان کی بیٹی حضرت فاطمہؓ، آٹھویں تاریخ کو حضرت علیؑ (فاطمہ کے شوہر) اور نویں تاریخ کو حضرت امام حسینؑ کی یاد میں وعظ ہوتا ہے۔

محرم کی دسویں تاریخ کو عاشورہ کہا جاتا ہے۔ عاشورہ کے دن شہیدوں کی بھوک پیاس کو یاد کر کے فاقہ رکھا جاتا ہے۔ شام کو مغرب کی نماز کے بعد 'خاک شفا' (بھاجی) پالک، میتھی اور روٹی سے فاقہ توڑنے کے بعد حلیم (گیہوں) کا ملیدہ اور کہیں کہیں گوشت کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ دسویں تاریخ کو بوہرہ قوم میں رات کی مجلس نہیں ہوتی جبکہ باقی فرقوں میں اس دن بھی مجلس ہوتی ہے۔ دس تاریخ کو حضرت امام حسینؑ کی درگاہ کی شبیہہ کی شکل میں ملک کے دوسرے حصوں کی طرح میواڑ میں بھی

تعزیئے نکالے جاتے ہیں۔ پچھلی ریاست کے دارالحکومت اودے پور میں نکالے جانے والے تعزیے دوسرے شہروں کے مقابلے میں اپنی دستکاری اور صنعت کی وجہ سے اپنی ایک الگ پہچان رکھتے ہیں۔

ہجری سال کے شروع ہوتے ہی شہر کے مسلم علاقوں سواٹ واڑی، خیرادی واڑہ، خان جی پیر، مہاوت واڑی، کلے ساز، چوڑی گروں کا محلہ، چمن پورہ، جامع مسجد جیسی جگہوں پر کاریگر تعزیے بنانے کا کام شروع کردیتے ہیں۔ کہیں ایک دو آدمی تو کہیں پورا خاندان اس کام میں جٹ جاتے ہیں۔ میواڑ کے دوسرے قصبوں اور گاؤں میں بھی اسی وقت تعزیہ بنانے کا کام شروع ہوجاتا ہے لیکن وہاں کے تعزیے سادے ہوتے ہیں۔ تعزیہ بنانے کے طریقۂ کار کے بارے میں کاریگر بتلاتے ہیں کہ اس کے لیے سب سے پہلے بانس کی لکڑی کی چرائی کی جاتی ہے۔ پتلے پتلے ان بانسوں کو چھ کونیا، آٹھ کونیا، چتر بھج وغیرہ کی شکل میں ڈھالنے کے لیے پتلے تاروں سے کسا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس پر لال رنگ کرکے اخباری کاغذ چپکایا جاتا ہے۔ گنبدوں پر اکثر لال یا ہرے رنگ کا کپڑا باندھا جاتا ہے۔ محراب، کنگھروں، جالیوں وغیرہ پر اخباری کاغذ چپکا کر اس پر مختلف ڈیزائنوں میں رنگ برنگے کاغذ اور پنّی چپکائی جاتی ہے عام طور پر تعزیوں میں مخملی کاغذ گنگا پاٹھا کے کاغذ اور پنّی کا استعمال کیا جاتا ہے۔

اودے پور شہر کا سب سے بڑا تعزیہ بڑی پلٹن کے تعزیے کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ تعزیہ آٹھ کونیا بنایا جاتا ہے اس تعزیے کی تیاری کے لیے لوہے کا گھڑا بنایا جاتا ہے۔ پھر چھوٹا روضہ، گنبد، کلش، پھرکنی لگاکر چھتری سے جوڑا جاتا ہے۔

ریاست کے دور میں بڑی پلٹن کا تعزیہ میواڑ کے مہارانا کی جانب سے بنایا جاتا تھا۔ اس وقت مہارانا میواڑ کی فوج کے ملازمین ہی تعزیے بناتے تھے۔ محرم کے روز مہارانا خود کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک کہ پلٹن کا تعزیہ پچھولا جھیل میں ٹھنڈا کردیا جاتا تھا۔

آزادی کے بعد تعزیے بنانے کا کام ۱۹۵۰ء میں مسلم فرقے کے ذریعہ بنائی گئی 'فیض حسین کمیٹی کی زیرِ نگرانی کیا جانے لگا۔ اس کمیٹی میں بیس سے تیس ممبر ہوتے ہیں۔ اس میں ہر محلے کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر محلے میں بھی تعزیہ بنانے کے لیے اس کی اپنی الگ کمیٹی بنائی جاتی ہے۔ تعزیہ بنانے کے کام میں پوری قوم کا تعاون رہتا ہے۔

تعزیہ بنانے والے کاریگر ہر سال اس میں نئے نئے ڈیزائن ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان میں پسندیدہ پھول پتیوں کے ساتھ ساتھ جھاڑ، فانوس، بیل بوٹے، قرآن کی آیتیں اور پنجتن پاک کے نام

نقش کیے جاتے ہیں۔ بڑی پلٹن کے تعزیے کے بعد دھولی باوڑی اور علی پورہ کے تعزیوں کا مقام ہے۔

بڑے سائز کے تعزیوں کی اونچائی ۳۲ سے ۳۴ فٹ ہوتی ہے۔ انھیں بنانے میں نو سے دس دن کا وقت لگتا ہے۔ ایک تعزیے کی لاگت آج کل بیس سے پچیس ہزار روپیہ آتی ہے۔ دوسرے تعزیوں کی اونچائی عام طور پر ۱۰ سے ۱۲ فیٹ ہوتی ہے۔ ان پر فی تعزیہ خرچ پانچ سے سات ہزار روپیہ بیٹھتا ہے۔ سب سے چھوٹے سائز والے تعزیے عام طور پر منت والوں کے ہوتے ہیں جنھیں مہندی کہا جاتا ہے۔

تعزیہ بنانے کے لیے شہر کا مسلم فرقہ کمیٹی کو ایک رقم دیتا ہے۔ محرم کی ساتویں تاریخ کو شہر میں چھڑی نکالنے کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ اودے پور شہر میں الگ الگ محلوں کو ملا کر کل ۱۴ چھڑیاں ہوتی ہیں۔ انھیں 'نشان'' کہا جاتا ہے۔ بانس کے یہ نشان آٹھ فٹ تک لمبے ہوتے ہیں۔ ان کے آگے پنجہ یا علم ہوتا ہے جسے روپہلے رنگ کی پالش سے سجایا جاتا ہے۔ ان نشانوں پر ہرا رنگ کیا جاتا ہے۔

بڑی پلٹن کی چھڑی لوہے کی بنی ہوتی ہے۔ اس کی لمبائی پندرہ بیس فٹ ہوتی ہے۔ اس پر علم لگا ہوتا ہے۔ یہ چھڑی شہر کی سبھی چھڑیوں سے بڑی ہوتی ہے۔ منت والی ان چھڑیوں کو چمن نورہ کی جامع مسجد میں رکھا جاتا ہے۔ محرم کی ساتویں تاریخ کو ان تمام چھڑیوں پر عقیدت مند ناریل نیبو وغیرہ کے سہرے باندھتے ہیں۔ نوجوان لوگ سبھی چھڑیوں کو چمن پورہ کی جامع مسجد سے علی پورہ، موچی واڑہ، شاستری سرکل، دھولی باوڑی، ناٹرہ کھاڑہ، سورج بجن، خیرادی واڑہ، جے بائی کا تکیہ چوڑی گھر، کوٹھیوں کی گواری، میو فروش محلہ، چلّے کی مسجد، گھنٹا گھر ہوتی ہوئی ناوگھاٹ، پانڈو واڑی مسجد، چاند پول، ناگانگری، کلّے ساز، مہاوت واڑی، کارواڑی، سلاوٹ واڑی، ہاتھی پول، سوہن لوک سنیما سے ہوتی ہوئی شام سات بجے پھر چمن پورہ کی جامع مسجد میں رکھی جاتی ہے۔ قتل کی رات کو شہر بھر کے محلوں اور میواڑ کے سبھی قصبوں اور گاؤں میں تیار کیے گئے سبھی تعزیوں کو کسا جاتا ہے۔ بڑی پلٹن کے تعزیوں کو چیک سرکل کی پلٹن کی مسجد کے باہر کسا جاتا ہے۔ اس وقت وہاں عقیدت مند موجود رہتے ہیں۔ رات کو بارہ سے دو بجے تک بھڑ بھونجا گھاٹی پر میو فروش کے تعزیوں کو سندھیوں کی چھڑی سے سلامی کرائی جاتی ہے۔ یہ سندھی مسلمان مہارانا اری سنگھ کی حکومت کے دوران مراٹھا حملہ آوروں کے خلاف میواڑ کی جانب سے لڑے تھے۔ اس طرح پوری رات جاگ کر بتائی جاتی ہے۔ اس دوران عقیدت مند تعزیوں پر ناریل، جلیبی، چھوارے، پھول وغیرہ چڑھا کر اپنی منتیں پوری کرتے

ہیں۔عقیدت مندوں کی طرف سے پانی اور شربت پلاکر امام حسینؑ کی پیاس کو یاد کیا جاتا ہے جو شہید ہونے سے پہلے تین دن بھوکے پیاسے رہے تھے۔

محرم کی دس تاریخ کو صبح ۹ بجے شہر کی سلاوٹ واڑی سے گھنٹا گھر اور گنگور گھاٹ تک تعزیوں کا جلوس نکالا جاتا ہے۔ شام ۵ بجے تیج کے چوک سے بھڑ بھونجا گھاٹی، بڑا بازار، جگدیش چوک ہوتے ہوئے لال اور برہم پور پول تک تعزیوں کا جلوس نکالا جاتا ہے۔ اس جلوس میں شہر کے ہر مذہب اور ہر فرقے کے لوگ بڑی تعداد میں تعزیوں کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔عقیدت مند کانچ کی بوتلوں میں پانی بھر کر تعزیوں کے اردگرد گھما کر اپنے گھر لے جاتے ہیں۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ اس پانی کو پینے سے جسمانی اور نفسیاتی تکلیفیں دور ہوتی ہیں۔عقیدت مند تعزیوں کے پاس ناریل، جلیبی، طرح طرح کی مٹھائی، گیہوں کی بنی لیسی وغیرہ تبرک کے طور پر بانٹتے ہیں۔

تعزیوں کے جلوس میں پہلوان اور اکھاڑے اپنے کرتب دکھاتے چلتے ہیں۔ کچھ پہلوان تیر یا بھالے کو اپنے گالوں سے آر پار کر کے تو کچھ بڑی کیل کو زبان سے آر پار کر کے اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔اس دوران نقارے، عربی تال اور ڈھول وغیرہ بجائے جاتے ہیں۔ یا علیؑ، یا حسینؑ، یا حسنؑ، کہہ کر ماتم منایا جاتا ہے۔سنی مسلمان سینہ پیٹ کر یا زور زور سے ان شہیدوں کا نام لے کر ماتم منانا مناسب نہیں سمجھتے۔ وہ پُرسکون رہ کر ان کو خراجِ عقیدت پیش کرنا اور ان کے اصولوں پر چلنا ہی مناسب سمجھتے ہیں۔

شام کو سات بجے تک سبھی تعزیے پچھولا جھیل میں طے شدہ مقام پر ٹھنڈے کر دیے جاتے ہیں۔ ٹھنڈا کرنے سے قبل سونے چاندی کے چڑھاوے گلّے پر چڑھائے گئے پیسے، کلش، پھرکی اور چڑھاوے کی دیگر چیزیں اتار لی جاتی ہیں۔حضرت امام حسینؑ کی شہادت، ناانصافی اور ظلم کے سامنے نہ جھکنے اور آزادی کو مستحکم رکھنے کا پیغام دیتی ہے۔محرم اس کی اہمیت کی عکاسی کرتا ہے۔

انٹرویو: مولانا مرتضٰی صاحب، عمر ۳۵ سال

محترمہ (ڈاکٹر) ملکہ بوہرہ، ریسرچ اسکالر جناب ریاض حسین، عمر ۴۵ سال

پروفیسر بی موہن۔